## سوال

(19) صحیح حدیث پر رائے کو مقدم کرنے والا گمراہ ہے

## جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

سنت ثابتہ (صحیح حدیث) پر رائے کو مقدم کرنے والا آپ کے نزدیک کیسا مسلمان ہے؟ کتاب وسنت کی رو سے فتویٰ درکار ہے۔

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

یہ چیز نصف النہار کی طرح روشن ہے کہ حدیث قرآن کی تشریح، تفسیر اور اس کا مصدر ثانی ہے اور یہ بھی متفق علیہ ہے کہ نص پر اعتماد کیا جائے اور نص (واضح حکم) کو ہر اس چیز پر ترجیح دی جائے اور مقدم رکھا جائے جو اس کے سوا ہے، پس جس کئی مسئلہ کے بارے میں نص موجود ہو تو اس سے تمسک کرنا شرعاً واجب ہے اور تمسک نہ کرنے والا حدود شرعیہ کے پھلانگ جانے والا ہوگا۔

امام شافعی کا دوٹوک فیصلہ:

اذا کان للہ فی الواقعة حکم فعلیٰ کل مسلم اتباعہ. (السنة الجنة ص 205)

جب حتمی طور پر حکم اللہ کا ہی ہے تو پھر اس کی اتباع بھی ہر ایک مسلمان پر واجب ہے۔

قرآن کی نصوص، احادیث رسول ﷺ اور سلف صالحین کے آثار واقوال بھی اس حقیقت پر دلالت کرتے ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ٤٤ ... سورة المائدة

جو لوگ اللہ کی اتاری ہوئی وحی کے ساتھ فیصلے نہ کریں وہ (پورے اور پختہ) کافر ہیں۔

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ٤٥ ... سورة المائدة

اور جو لوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے کے مطابق حکم نہ کریں، وہی لوگ ظالم ہیں۔

وَمَن لَم يَحكُم بِما أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولـٰئِكَ هُمُ الفـٰسِقونَ ٤٧ ... سورة المائدة

اور جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ سے ہی حکم نہ کریں وہ (بدکار) فاسق ہیں۔

يـٰأَيُّهَا الَّذينَ ءامَنوا لا تُقَدِّموا بَينَ يَدَىِ اللَّهِ وَرَسولِهِ ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَميعٌ عَليمٌ ١ ... سورة الحجرات

''اے ایمان والے لوگو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے۔''

تشریح

جب اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے کسی بات کو دین کا حصہ قرار نہیں دیا تو تم اس دین کا جز کیوں ٹھہراتے ہیں؟ جب ان دونوں نے کسی چیز کا حکم صادر نہیں فرمایا تو تم اسے کیوں صادر کرتے ہو؟ جب اللہ اور رسول ﷺ نے کوئی فتویٰ نہیں دیا تو آپ کیوں دیتے ہو؟ جب اللہ اور رسول ﷺ نے کسی چیز کو نہیں توڑا تو تم اسے کیوں توڑتے ہو؟

سنت کی روشنی میں:

(1)......عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ من قال فی القرآن برأیه فلیتبوا مقعده من النار-قال ہذا حدیث حسن۔ (جامع الترمذی، مشکوۃ ص35)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس آدمی نے قرآن کے بارے میں اپنی رائے سے کوئی بات کہی تو چاہیے کہ وہ اپنا گھر جہنم میں بنا لے۔''

(2)......عن جندب قال قال رسول اللہ ﷺ من قال فی القرآن برایہ فاصاب فقد أخطاء۔ (عون المعبود ج- مشکوۃ کتاب العلم ص35)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اللہ کی کتاب کے متعلق کوئی بات اپنی رائے سے کہی اگرچہ وہ صحیح ہو تب بھی اس نے غلطی کی۔''

(3).....عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال رسول اللہ ﷺ: لم یزل امر نبی اسرائیل معتدلا حتی فیھم ابناء سباب الامم فاتوا بالرأی فضلوا واضلوا- قال یحیی بن القطان اسناده حسن۔ (مجمع الزوائد)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل کی دینی شیرازہ بندی اس وقت تک قائم رہی جب تک ان میں امت کی لونڈیوں کے بیٹوں نے جنم نہیں لیا۔ لہٰذا جب وہ پیدا ہوئے تو انہوں نے اپنی رائے سے فتوے جاری کیے تو وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسرے لوگوں کو بھی گمراہ کر ڈالا۔''

(4).....عن ابی ہریرہ قال رسول اللہ ﷺ من افتی بغیر علم کان اثمہ علی من افتاہ (رواہ ابوداؤد مشکوۃ ص35)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ جو کوئی فتویٰ بغیر علم کے دیا گیا تو اس فتویٰ کا گناہ اس مفتی پر ہوگا جس نے اس کو فتویٰ دیا۔''

(5)....عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث میں ہے کہ علم کا اٹھالیا جانا اس طرح ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لکن یقبض العلم یقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالما اتخذ الناس رؤسا جہالا مسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا (متفق علیہ)

لیکن اللہ تعالیٰ علماء کی موت سے علم کو قبض فرمائے گا۔ یہاں تک کہ جب کسی عالم کو باقی نہیں رکھے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار پکڑیں گے، پس ان سے مسائل پوچھے جائیں گے وہ بے علمی سے فتوے دیں گے، پس خود گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

(6)ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے گمراہ ہونے کے جو اسباب ہیں وہ دین میں بدعات کی ایجاد ہے اور سبب نص صریح کے مقابلہ میں اپنی رائے کو ترجیح دینا ہے ۔ امام ابو بکر ابن العربی مالکی نے اپنی کتاب ''العواصم من القواصم'' میں اسی سبب کی طرف اشارہ کیا ہے اور حضرت ابوہریرہ کی حسب ذیل حدیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہے ۔

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْمَلُ هَذِهِ الأُمَّةُ بُرْهَةً بِكِتَابِ اللَّهِ ، ثُمَّ تَعْمَلُ بُرْهَةً بِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، ثُمَّ تَعْمَلُ بَعْدَ ذَلِكَ بِالرَّأْيِ ، فَإِذَا عَمِلُوا بِالرَّأْيِ ضَلُّوا . (مفتاح الجنۃ ص208)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : یہ امت کچھ عرصہ تو کتاب اللہ پر عمل پیرا رہے گی بعد ازاں کچھ وقت رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرے گی ، پھر اس کے بعد اپنی رائے کی پیروی کرے گی ۔ جب اس نے اپنی رائے پر عمل کیا تو پھر یقیناً گمراہ ہو جائے گی ۔''

اقوال صحابہ کی روشنی میں :

(1)جناب میمون بن مہران تابعی کا بیان ہے :

کان أبو بکر إذا ورد علیہ الخصم نظر فی کتاب اللہ فإن وجد فیہ ما یقضی بہ بینھم قضی بہ وإن لم یکن فی الکتاب و علم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلک الأمر سنۃ قضی بھا فإن أعیاہ خرج فسأل المسلمین وقال : أتانی کذا وکذا فھل علمتم أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی فی ذلک بقضاء ؟ فربما اجتمع إلیہ النفر کلھم یذکر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہ قضاء فیقول أبو بکر : الحمد للہ الذي جعل فینا من یحفظ عن نبینا فإن أعیاہ أن یجد فیہ سنۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمع رؤوس الناس وخیارھم فاستشارھم فإن أجمع أمرھم علی رأي قضی بہ (سنن دارمی ۔ الانصاف شاہ ولی اللہ ص38)

جب حضرت ابو بکر کے پاس جب کوئی مقدمہ آتا تو پہلے وہ اس کا حل قرآن میں تلاش فرماتے ، اگر اس میں پاتے تو قرآن ہی سے اس کا فیصلہ کرتے ورنہ رسول اللہ ﷺ کی راہنمائی کی تلاش کرتے ۔ اگر اس میں کامیابی نہ ہوتی تو پھر صحابہ کا اجلاس بلاتے اور فرماتے کہ میں فلاں مسئلہ میں الجھ گیا ہوں لہٰذا اگر تم اس میں میری کوئی راہنمائی کر سکتے ہو تو ضرور کرو ۔ اور مجھے رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث بتلاؤ تاکہ میں اس کے مطابق فیصلہ کر سکوں ۔ اگر کسی کے پاس کوئی حدیث ہوتی تو وہ بتا دیتا ، بصورت دیگر ان سے مشورہ کرنے کے بعد جس رائے پر تمام صحابہ کا اتفاق ہوتا اس کے مطابق فیصلہ صادر فرماتے ۔

(2)فاروق اعظم جب منبر پر جلوہ آراء ہوتے تو برملا فرماتے :

ایھا الناس ان الرأی انما کان من رسول اللہ ﷺ وحیا لان اللہ تعالیٰ یریہ وإنما ھو منا الظن والتکلف . (اعلام الموقعین و مفتاح الجنۃ)

حضرات ! جو اللہ کے رسول ﷺ کی رائے ہے وہ تو یقیناً وحی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کو دکھا دیتا تھا ۔ لیکن ہماری جو رائے ہے وہ محض ظن اور تکلف ہے ۔

(3)ان کا دوسرا قول یہ بھی ہے :

ایاکم واصحاب الرای فانھم اعداء السنن اعیتھم الاحادیث ان یحفظوھا فقالوا بالرأی فضلوا واضلوا (الرسالہ بحوالہ مفتاح السنہ ص209)

آپ لوگ اصحاب الرای سے ضرور بچ کر رہیں کیونکہ وہ سنتوں کے دشمن ہیں ۔ ان کو احادیث رسول ﷺ نے تھکا دیا ۔ تو انہوں نے اپنی رائے پر عمل کیا ، پس خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر دیا ۔

**(4)حضرت علی کی تصریح :**

لوکان الدین بالرأی فکان اسفل الخف اولیٰ بالمسح من اعلاہ (مفتاح النسۃ209)

’’اگر دین کی اساس رائے ہوتی تو موزوں پر مسح اوپر کیے کے بجائےنیچے کرنا بہتر ہوتا۔‘‘

(5)امام شافعی نے حضرت عمر سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے انگوٹھے کی دیت کے پندرہ اونٹ مقرر کیے، جو اس کے ساتھ ملی ہے اس کے دس، وسطیٰ کے دس اور جو چھینگلی کے ساتھ والی ہے اس کے نو اور چھینگلی کے چھ۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ اس کا سبب یہ ہوسکتا ہے۔ واللہ اعلم! حضرت عمر کو رسول اللہ ﷺ کا ارشاد سمجھنے میں سہو ہوگیا تھا کیونکہ پھر جب صحابہ نے جناب عمرو بن حزم کی کتاب دیکھی جو یقیناً رسول اللہ ﷺ کی لکھوائی ہوئی تھی تو اس میں لکھا تھا کہ ہر ایک انگلی کی دیت دس دس اونٹ ہے تو پھر حضرت عمر نے اسی طرف رجوع کرتے ہوئے اپنی رائے واپس لے لی۔ دوسری بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ہاتھ کی دیت پچاس اونٹ مقرر فرمائی ہے اور ہاتھ بھی اصل میں وہ ہے کہ جس کی پانچ انگلیاں فرق فرق پر ہوں ورنہ دیت میں بھی فرق آئے گا۔

امام محمد بن مسلم بن شہاب زہری کا بیان ہے :

دعواالسنۃ تمضی لاتعرضوالہا بالرای

سنت رسول ﷺ کواپنے حال پر چھوڑ دو کہ جاری رہے اور اس کے مقابلہ میں کسی کی رائے مت پیش کرو۔

حضرت ایوب سختیانی سے کسی نے سوال کیا کہ آپ رائے سے گریزاں کیوں ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا:

قیل للحمار لاتجتر قال اکرہ مضغ الباطل

گدھے کو کہا گیا کہ تو جگالی کیوں نہیں کرتا تو اس نے جواب دیا کہ میں باطل کو چبانا پسند نہیں کرتا۔

حاصل مطلب یہ کہ بدعت اسی وقت جنم لیتی ہے جب کہ آدمی نص کے مقابلہ میں اپنی یا کسی دوسرے کی رائے کو سامنے لاتا ہے، اور پھر جس طرح رائے عام ہوتی جاتی ہے، بدعت کا حدود اربعہ بھی وسیع ہوتا چلا جاتا ہے اور نوبت بایں جارسید کہ لوگ سنتوں سے بدکتے ہیں اور بدعات کو گلے لگانے لگ جاتے ہیں، جیسا کہ آج کل ہورہا ہے۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ ہم اس رائے کی مذمت کر رہے ہیں جو قرآن کی نصوص اور احادیث صحیحہ ثابتہ پر مقدم سمجھی جاتی ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

**ج1ص158**

محدث فتویٰ